رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵-

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کیلئے اک آسمان پر شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دُنیا میں ایک نبی آیا پر دُنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کردیگا۔ الہام حضرت مسیح موعود

الفضل

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام حضرت مسیح موعود ع)

جلد ۴	۱۲ر اکتوبر ۱۹۱۶ء	شنبہ	مطابق ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ	نمبر ۳۱

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح علیہ السلام

الحمدللہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بخیریت ہیں۔ ۲۰ر اکتوبر ۱۹۱۶ء کو خطبہ جمعہ حضور نے بعض تمدنی معاملات کے متعلق پڑھا۔ اور ارادہ ظاہر فرمایا۔ کہ آیندہ بھی انشاء اللہ اسی قسم کے اُمورات پر اسلام کی رو سے روشنی ڈالی جائیگی۔ یہ خطبہ انشاء اللہ عنقریب درج اخبار کردیا جائیگا ۔

مسجد اقصیٰ کے صحن کو وسیع کئے جانے کی نسبت گذشتہ پرچہ میں اطلاع دیجا چکی ہے۔ اب یہ بتایا جاتا ہے کہ کنواں جو وسط صحن میں تھا۔ اسکو اوپر سے مسقف کیا جا رہا ہے اور پانی نکالنے کے لئے شمالی گذرگاہ کیطرف سے نیچے نیچے راستہ بنا دیا گیا ہے۔ اس سے مسجد کے صحن میں اور بھی وسعت ہو جائیگی ۔

اخبار احمدیہ

لکھنؤ سے جناب کبیر الدین احمد صاحب احمدی اطلاع دیتے ہیں کہ بوقت ۹ بجے صبح کے ایک شاہی مسجد اہل تشیع میں نماز عید اضحیٰ کی جماعت احمدیہ نے بہ امامت مرزا حسام الدین احمد ادا کی۔ یہ مسجد خاص امینا آباد پارک کے سامنے واقع ہے۔ اور نہایت دلربا مسجد ہے۔ ہم اہل تشیع کا شکریہ بجالاتے ہیں کہ انہوں نے بہ رضا و رغبت اجازت دی کہ جماعت احمدیہ بلا تکلف اس مسجد میں نماز پڑھے۔

لاہوری پارٹی کے ممبر ایک اسٹوڈنٹ یہاں ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کرنے آئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود کی کتاب اعجاز احمدی کے حوالجات مولوی خیر الدین صاحب نے جب اُن نوجوان کو نوٹ کرائے تو کہنے لگے کہ توبہ ہے۔ میں تو خلیفہ بشیر الدین محمود احمد صاحب کی طرف ہوں۔ ہمارا مرکز قادیان ہی ہے۔ اور میرا دل پہلے سے آزردہ تھا۔ کہ کبھی بھولے سے بھی خواجہ کمال الدین احمدیت کو پیش نہیں کرتے۔ اور اس اُن کی بھونڈی ادا سے میرا دل متنفر ہے۔

سالانہ رپورٹ انجمن احمدیہ پاک پٹن۔

چودھری غلام احمد صاحب مختار عدالت و سکرٹری انجمن احمدیہ نے مندرجہ ذیل رپورٹ بھیجی ہے۔ اگر تمام انجمنوں کے سکرٹری صاحبان ایسا ہی کریں تو بہت مفید ہو سکتا ہے۔ چودھری صاحب لکھتے ہیں:۔ الحمدللہ۔ انجمن احمدیہ پاک پٹن کا چوتھا سال بخیر و خوبی اور کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔ اس سال کی سالانہ رپورٹ جو بخدمت جناب سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان ارسال کیگئی۔ اس کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے۔

(۱) یکم اکتوبر ۱۹۱۵ء لغایت ۳۰ ستمبر ۱۹۱۶ء انجمن ہذا

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا ۔

کی طرف سے مختلف مدات صدر انجمن احمدیہ اور نیز انجمن ترقی اسلام دونوں کے لئے کل چندہ مبلغ صمامعہ فراہم ہوا جسمیں سے مبلغ ۶/۳ روپیہ کمیشن منی آرڈر پر صرف ہوئے - اور صمالعہ روپیہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں داخل ہوئے -

(ب) سال زیر رپورٹ میں چندہ مقامی اغراض للعہ فراہم ہوا - بقایا سال گذشتہ ۱۵/۱ روپیہ تھا - کل جمع مقامی اغراض عیہ روپیہ ہوئی - جس میں سے مبلغ صیہ خرچ ہوا - اور مبلغ معہ باقی رہے ۔

(ج) حسب دستور سابق امسال بھی معیہ ۱۲/ روپیہ بطور متفرق چندہ جس کا نہ تو صدر انجمن اور ترقی اسلام سے تعلق ہو اور نہ ہی مقامی اغراض سے وصول ہوئے - اسمیں سے مبلغ صعہ روپیہ احمدیہ لیکچر ہال سیالکوٹ کی امداد کے واسطے دیئے گئے تھے ۔

(نوٹ) امسال کل روپیہ فراہم شدہ بمعہ بقایا سال گذشتہ کی میزان معامعیہ ۱/ ہوتی ہے۔

(۲) اسقدر چندہ کے مقابلہ میں چندہ دہندگان کی تعداد نہایت قلیل ہے - امسال چھ کس نو مبائعین میں شامل ہوئے الحمد للہ علی ذالک ۔

(۳) اللہ تعالیٰ کا احسان ہے - کہ گذشتہ سالوں کی نسبت امسال اس علاقہ میں خوب تبلیغ ہوئی - امسال ایک غیر احمدی مولوی اور ایک عیسائی سے مختلف اوقات میں اس عاجز کی گفتگو ہوئی

(۴) پنجابی نظم جبکا رحمٰن تین سد کی تعداد میں اور نیز دیگر ٹریکٹ کثرت سے اس علاقہ میں تقسیم کیئے گئے ۔

(۵) امسال زکوٰۃ کی تشخیص اور وصولی باقاعدہ ہوئی گذشتہ سالانہ جلسہ پر جسقدر قرض فنڈ انجمن ہذا کے ذمہ لگایا گیا تھا - اس سے ڈیڑھ گنا سے بھی زیادہ ادا کیا گیا یعنی ۵/ سے قرض موعودہ فنڈ زیادہ ادا کیا گیا ہے - الحمد للہ -

(۶) امسال شیخ نیاز محمد صاحب کی زوجہ مسماۃ محمودہ بیگم اور خوشدامنہ مسماۃ عمر بی بی نے اور نیز بابو عطا محمد صاحب اسٹیشن ماسٹر اوت ورکس ریلوے پاک پٹن نے خود اور آپکی اہلیہ مسماۃ بیوی اور خوشدامنہ مسماۃ فضل بی بی نے وصیتیں بحق صدر انجمن احمدیہ کیں ۔

(۷) امسال ناظر صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان نے اس انجمن کے رجسٹرات کو قادیان میں منگوا کر پڑتال کی - اور رجسٹرات کو مکمل اور حساب صاف اور درست پایا - اور اسپر مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے اس انجمن کو سرٹیفکیٹ زیر دفعہ ۷ قواعد شاخہائے انجمن عطا ہوا - لہٰذا یہ انجمن سرٹیفکیٹڈ انجمنوں میں شامل ہو گئی ہے

(۸) ماسٹر فتح محمد صاحب ٹیچر ڈی - بی سکول پاکپٹن کا فرض ہے - کہ ہر ایک جمعہ کو قبل از نماز ہفتہ بھر کی اخبارول سے جنازوں اور دعاؤں کے متعلق اعلانوں کو انتخاب کر کے یاد دلایا کریں - تاکہ باقاعدہ اور بآسانی انکی تعمیل ہو سکے - چنانچہ وہ ایسا کرتے رہتے ہیں - جزاہ اللہ احسن الجزا اور نیز ماسٹر صاحب کی خدمات بحیثیت ناظر انجمن ہذا اور شیخ نیاز محمد صاحب کی خدمات بحیثیت محاسب انجمن ہذا قابل ذکر ہیں - اللہ تعالیٰ ان کو اس سے بھی زیادہ خدمات دینی سرانجام دینے کی توفیق عطا فرماوے - اور جزائے خیر دیوے - آمین ۔

ضرورت اُستاد

حصار میں سید غلام حسین صاحب کو اپنے بچوں (لڑکے - لڑکیوں) کی تعلیم کیلئے ایک مخلص احمدی استاد کی ضرورت ہے - جو سرکاری اسکول کی پانچویں چھٹی جماعت تک تعلیم دے سکے - عمر رسیدہ اور تجربہ کار کو ترجیح دی جائے گی - تنخواہ پندرہ روپے ماہوار - اور رہنے کے واسطے مکان مفت ہوگا - بچوں کی عمریں دس اور گیارہ سال کے اندر اندر ہیں درخواست دفتر الفضل کی معرفت ارسال کی جا سکتی ہے

نماز جنازہ

جناب شیخ چراغ الدین صاحب مبلغ سیالکوٹ کا لڑکا فوت ہو گیا ہے احباب مرحوم کا جنازہ غائب پڑھیں - اور شیخ صاحب موصوف کے لئے صبر اور نعم البدل عطا ہونے کی دعا فرماویں ۔

اگر آپ چاہتے ہیں!

کہ آپکی دعائیں قبول ہوں تو ان طریق پر عمل کیجئے - جو حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے بتائے ہیں - اور بطور نشان صداقت غیر احمدیوں میں تقسیم کیجئے - قیمت فی جلد ۲ ر

ایک روپیہ میں سات عدد + ملنے کا پتہ - مینجر احمدیہ بک ڈپو - قادیان

جنگ کی خبریں

فرانسیسی ایک گاؤں میں گھس گئے -

لنڈن ۱۶ - اکتوبر - ایک مُراسلت مظہر ہے - کہ ہم گذشتہ شب کو موضع سیلی سیلیس میں گھس گئے - اور شاہراہ بپوم کے ساتھ کے مکانات پر مرکز شاہراہوں تک قبضہ کر لیا - غنیم نے جوابی حملہ کیا - اور شدید لڑائی ہوئی ہم نے جنوب مشرق بوشمن لنڈی کے جنوب اور مشرق اور دشت سینٹ المیوئی میں جرمن حملوں کو پسپا کر دیا ۔

غنیم کے خونریز حملے

لنڈن ۱۶ ر اکتوبر - ایک روسی مراسلت مظہر ہے - کہ غنیم نے علاقہ کرمز ز دکرسلی بابا میں ناکام خونریز حملے کئے - ہم نے بہت سے قیدی گرفتار کئے - اور ناو ٹرا کے جنوب میں غنیم کی زبردست جمعیت نے جارحانہ کارروائی اختیار کی ہے - لنز کے ۴ ہ میل جنوب مغرب میں شدید لڑائی ہو رہی ہے - یہاں غنیم کو جس نے دستی دشگیر اور علم سکتہ جاری کر دینے والی گاس سے جوابی حملہ کیا تھا - سخت نقصانات کے ساتھ پسپا کر دیا گیا - اور نیز نارونیل اور لیمبرگ ریلوے کے وسط میں ندروں پر شدید معرکہ آرائیاں ہو رہی ہیں -

شدید معرکہ آرائی

۱۶ ر اکتوبر - ایک رومانوی مراسلت مظہر ہے کہ محاذ ٹرانسلوانیا اور خصوصاً اکار پر جہاں کہ رومانوی سپاہ اپنے مقامات پر جمی ہوئی ہے - شدید لڑائی ہو رہی ہے - مراسلت میں مذکور ہے - ہمتو وادی اور ٹرزبرگ اور پریڈیل میں جہانکہ غنیم کو وادی پولسٹو کا میں سے نکالدیا گیا ہے - غنیم کے حملے پسپا کر دیئے گئے ہیں ۔

روسی و رومانوی جہازوں کی غرقابی

لنڈن - ۱۴ ر اکتوبر - روسی جہاز مرکیٹرو رومانوی جہاز سٹرٹرا غرق کر دیئے گئے ۔

شرق الہند میں بغاوت

لنڈن - ۱۶ ر اکتوبر - ایمسٹرڈم اخبار ٹیلیگراف کا ولٹوریڈن کا برقی پیغام مظہر ہے کہ دو ہزار باغیوں نے شمال مغرب موریو پیا واقعہ سماٹرا میں مقام سیور النگٹن پر دو گھنٹہ تک حملہ کیا - سرکاری عمارات میوریو پیا کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا - لیکن اکثر مکانات کو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی
الفضل
قادیان۔ دارالامان۔ ۱۷۔ اکتوبر ۱۹۱۶ء

مولوی ثناءاللہ کی حرکات مذبوحی

(ج)

حضرت مسیح موعود کے ایک کشف کے متعلق مولوی ثناءاللہ نے تمسخر کرتے ہوئے بالآخر منہاج نبوت کے زیر عنوان لکھا تھا۔ کہ "مرزا صاحب اور مرزائی احباب کہا کرتے ہیں۔ کہ ہماری نبوت منہاج نبوت پر جانچو۔ یعنی خداتعالیٰ کی طرف سے جو نبوت کے جانچنے کا طریق مقرر ہے۔ اس کے مطابق مرزا صاحب کا اندازہ کرلو۔ اس لئے ہم دریافت کرتے ہیں۔ کیا پہلے نبیوں میں بھی کوئی اولوالعزم نبی ایسا ہؤا ہے جس نے قضاء قدر کے احکام بناکر خدا سے دستخط کرائے ہیں۔ کوئی مثال یاد ہو۔ تو اطلاع دیں"۔ اسکا جواب ہماری طرف سے مندرجہ ذیل دیا گیا تھا۔ کہ

یہ کسقدر نادانی ہے۔ کہ ایک نبی کی رویاء یا کشف سے دوسرے نبی کی رویاء یا کشف کے تدارک کا نام وہ (ثناءاللہ صاحب) منہاج نبوت رکھتے ہیں۔ اور اس خیالی معیار کی بناء پر فرماتے ہیں۔ کہ چونکہ مرزا صاحب کے اس کشف کی نظیر کسی اولوالعزم نبی میں نہیں پائی جاتی لہذا مرزا صاحب منہاج نبوت پر بھی پورے نہ اترے اگر مولوی صاحب کے اس معیار کو صحیح تسلیم کیا جاوے۔ تو پھر ان کو حضرت یوسف کی نبوت ثابت کرنے کیلئے بھی مشکل کا سامنا ہوگا۔ کیونکہ حضرت یوسف نے دیکھا تھا کہ سورج چاند اور ستارے ان کو سجدہ کرتے ہیں حالانکہ خداتعالےٰ فرماتا ہے۔ الم تر ان اللہ یسجد لہ ..... الشمس والقمر والنجوم۔ کہ سورج چاند اور ستارے تو اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں ٭

اب مولوی ثناءاللہ کے خیال کے مطابق حضرت یوسف نے خدائی کا دعوےٰ کیا ہوگا۔ پھر کیا کسی اور اولوالعزم نبی میں بھی اسکی نظیر مل سکتی ہے۔ الخ

مگر مولوی ثناءاللہ نے اسکا بالکل کوئی جواب نہیں دیا۔ کان فی اذنیہ وقرا ۔

پھر حضرت کے کشف میں جو کپڑوں پر سرخی پڑنے کا ذکر ہے۔ اس کے متعلق لکھا گیا تھا۔ کہ یہ ایک واقعہ ہے جسکا انکار کرنا نادانی ہے۔ ایک بات جو وقوع میں نہیں آئی۔ اسکا تو انکار ہوسکتا ہے۔ لیکن بعد وقوع اسکا انکار کرنا عقلمندی کے خلاف ہے۔ اس واقعہ کے شاہد سے حلفاً مولوی ثناءاللہ صاحب دریافت کرسکتے ہیں۔ اور اگر اپنے خیال میں اس کو فرضی اور محض حضرت مرزا صاحب کا افتراء یقین کرتے ہیں۔ تو ان کو چاہیئے کہ اپنے یقین کے ثبوت میں حلف بلعنۃ اللہ علی الکاذبین شائع کریں۔ خداتعالےٰ خود ہی جھوٹے اور سچے میں امتیاز کردے گا۔ ورنہ یہ سمجھا جائے گا۔ کہ وہ دل سے اس واقعہ کی صداقت کے قائل ہیں۔ اور بظاہر ایک منافقانہ طرز اختیار کی ہوئی ہے۔ اس کا جواب بھی مولوی ثناءاللہ نے کوئی نہیں دیا تھا۔

اب جبکہ اس واقعہ کے عینی شاہد نے خود بھی اپنی قلم سے شہادت لکھ کر مندرجہ ذیل دو باتیں مولوی ثناءاللہ کے پیش کیں۔ (۱) حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے حکم کے ماتحت اس کشف کے متعلق ثناءاللہ کے روبرو مجمع عام میں جس جگہ ثناءاللہ چاہے۔ اور جن الفاظ میں چاہے۔ یہ عاجز قسم کہانے کو تیار ہے۔ (۲) نیز یہ عاجز مباہلہ کے لئے بھی تیار ہے"۔ اس کے متعلق لکھا گیا تھا۔ کہ اگر ثناءاللہ اس کشف کو افتراء سمجھتا ہے۔ تو میدان میں اترے ٭

مگر جیسا کہ ابتداء ہی سے وہ اپنی جان کی فکر سے اس پہلو سے پہلوتہی کرتا اور پرلے درجہ کی بزدلی دکھاتا آیا ہے۔ اب بھی اس نے ایسا ہی کیا ہے ٭

جب حضرت مسیح موعود نے مولوی ثناءاللہ کے یہ لکھنے پر کہ مرزا صاحب میرے ساتھ مباہلہ کرنے سے گریز کر گئے۔ دعاء مباہلہ کا ایک اشتہار شائع کیا۔ جس کے آخری الفاظ یہ ہیں "بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے۔ کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچے میں چھاپ دیں۔ اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھدیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے"۔ تو بجائے اس کے کہ مولوی ثناءاللہ جرأت دکھاتا اور اس طریق فیصلہ کو کہ خداتعالیٰ جھوٹے کو سچے کی زندگی میں ہلاک کردے۔ قبول کرتا۔ اور اپنے پرچہ میں شائع کردیتا۔ اس نے اس کے برعکس اپنی زندگی کے لالچ میں اہلحدیث ۲۶۔ اپریل ۱۹۰۷ء میں یہ شائع کیا۔ کہ "یہ تمہاری تحریر مجھے منظور نہیں۔ اور نہ کوئی دانا اس کو منظور کرسکتا ہے۔ خداتعالےٰ جھوٹے۔ دغاباز۔ مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے"۔ گویا اس نے اپنے تمام صفات ذمیمہ محض زندگی کے لالچ میں پبلک کے سامنے پیش کر دئیے۔ جس کی بدولت اب تک وہ زندہ موجود ہے اور اسطرح حضرت مرزا صاحب کے فرمانے کے مطابق فیصلہ ہوگیا۔ اور اس نے اپنی قلم سے اپنے جھوٹے دغاباز۔ مفسد۔ نافرمان ہونے پر مہر لگادی۔ جو قیامت تک نہیں مٹ سکتی۔ اب بھی اس کو اس مباہلہ میں موت ہی نظر آئی۔ اسلئے اس نے اس طرف رُخ نہیں کیا۔ اور جان بچاکر دوسرے سوراخ کی راہ سے یوں نکلنا چاہا ہے۔ کہ "۱۳۔ اکتوبر جمعہ کے روز ہمارے محلہ کی مسجد میں جہاں میں صبح کو درس دیا کرتا ہوں۔ ۸ بجے صبح کے (میاں عبداللہ سنوری) آئیں۔ اور اپنے اقرار کے مطابق ہمارے پیش کردہ الفاظ سے قسم کھاجائیں"۔

مولوی ثناءاللہ صاحب کو کہا تو یہ گیا تھا۔ کہ اول اس رویاء کے متعلق مجمع عام میں جہاں چاہو۔ قسم کھلالو۔ دوم مباہلہ کرلو۔ لیکن مولوی صاحب کی بزدلی دیکھئے۔ اپنے محلہ کی مسجد سے آگے بڑھ کر قسم کھلانے کی بھی جرأت نہیں رکھتے۔ چہ جائیکہ اس کشف کے افتراء ہونے پر خود قسم کھائیں۔ یا اس کے متعلق مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔ یہ لوگ [illegible] ہمارے مقابلہ میں مباہلہ کے نام سے تو کوسوں بھاگتے ہیں اور جسطرح بھی ہوسکے۔ پہلو بدلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ اب بھی انھوں نے ایسا ہی کیا ہے۔ کیا مجمع عام اور میدان میں نکلنا اسی کا نام ہے؟ مولوی صاحب اگر

اپنے گھر کے کسی گوشہ میں شاہد موصوف کو بلاتے۔ تو ان کے لئے زیادہ مفید ہوتا۔ کہ نہ کوئی دوسرا سنتا۔ اور نہ کسی کو معلوم ہوتا۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ بھی انہی لوگوں میں سے ایک ہے۔ جن کے متعلق خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ ولتجدنھم احرص الناس علےٰ حیوۃ۔ اگر اس کو یہ یقین نہ ہوتا۔ کہ احمدیوں کے مقابلہ میں اگر وہ دعاء مباہلہ کرے گا۔ تو ضرور ہلاکت کا شکار ہو جائیگا۔ تو وہ کبھی مباہلہ سے بچنے کے لئے اس قدر پس و پیش اور حیلہ بازی نہ کرتا۔ مولوی ثناء اللہ نے ہماری معرفت میاں عبد اللہ صاحب سنوری کو اس بات کی اطلاع دینی چاہی ہے۔ کہ وہ اپنے محلہ کی مسجد میں قسم کھلانے کی تکلیف برداشت کرنے کے لئے تیار رہیں۔ لیکن پیشتر اس کے کہ ہم یہ بات ان تک پہنچائیں مولوی ثناء اللہ کو یہ کہدینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ اگر تم میں اتنی بھی جرأت نہیں ہے۔ کہ "مجمع عام" میں قسم اٹھاؤ اور اپنی مسجد کو ہی کوئیں کے مینڈک کی طرح سارا عالم سمجھے ہوئے ہو۔ تو میاں عبد اللہ صاحب وہاں بھی اس کشف کے متعلق تحریر کردہ الفاظ کے مطابق قسم کھانے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ تاکہ دروغ گو را تا بخانہ باید رسید کی مثل پوری ہو جائے۔ لیکن کیا تم بھی اپنے ہی مجمع اور اپنی ہی مسجد میں ہمارے پیش کردہ الفاظ میں قسم کھانے کے لئے تیار ہو گئے ہو اور اگر نہیں۔ تو کیا میاں عبد اللہ صاحب کے قسم کھا لینے کے بعد اس کشف کی صداقت میں تمہیں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہوگا۔ اور اس بات کا اعلان کر دو گے۔

ہمارے اس واجبی مطالبہ کا جواب آنے پر ہم میاں عبد اللہ صاحب سنوری کی طرف سے مولوی ثناء اللہ کا جواب انشاء اللہ شائع کر دیں گے۔

انوارِ خلافت

یعنے حضرت خلیفۃ المسیح کی سالانہ جلسہ ۱۹۱۵ء کی تقریروں کا مجموعہ شائع ہو گیا ہے۔ قیمت فی جلد ۱۰/ جلد منگائیے۔

اخراجات اخبار اور معاونین الفضل

آجکل کاغذ اور سامان طبع کی گرانی کی وجہ سے جو مشکلات تمام اخبارات کو درپیش ہیں ان سے الفضل بھی محفوظ نہیں

قریباً تمام اخباروں نے یا تو قیمتیں بڑھادی ہیں۔ یا امدادی فنڈ قائم کر دئے ہیں۔ اور ان کے ناظرین بڑی فراخدلی سے ان کی امداد کر رہے ہیں۔ اخبار الفضل پہلے ہی بہت قلیل اشاعت کی وجہ سے بہت زیر بار ہو رہا تھا۔ کہ موجودہ مشکلات نے اسپر اور بھی زیادہ بوجھ ڈال دیا ہے۔ کاغذ اور چھپوائی پر پہلے کی نسبت قریباً چالیس روپیہ ماہوار زائد خرچ ہوتا ہے جس میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ اور زیادہ افسوسناک بات یہ ہے۔ کہ موجودہ قلیل التعداد خریداروں میں سے بھی ہر ماہ میں کچھ نہ کچھ کم ہو جاتے ہیں۔ کیا ایسی حالت میں آپ پر فرض نہیں ہے۔ کہ اس پرچہ کی جو آپکے لئے ہفتہ میں دو بار روحانی غذا مہیا کرتا ہے مشکلات کو دور کرنے کے لئے سعی اور کوشش سے کام لیں کیا آپکے لئے وہ دن خوشی اور فرحت کا موجب نہیں ہوتا۔ جبکہ آپکے پیارے امام کے کلمات طیبات کو لیکر الفضل آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے۔ اور سلسلہ کے حالات اور واقعات سے آگاہ کرتا ہے۔

پھر کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ کہ آپ ایسے مفید خادم دین کی مشکلات کو دور کرنے میں ساعی نہوں۔ ہمیں اس وقت آپکے دو طرح پر مدد حاصل کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ اول یہ کہ آپ اپنے حلقہ اثر میں اخبار کی اشاعت بڑھائیں۔ اور نئے خریدار بنا کر عند اللہ ماجور ہوں۔ یہی ایک ایسی تجویز ہے۔ کہ اگر تمام احباب اس پر عمل درآمد کریں۔ تو ہمیں دوسری تجویز کے پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔

دوسرا طریق امداد وہ ہے۔ جس کو ہم پہلے بھی شائع کر چکے ہیں۔ اور الحمد للہ کہ بعض احباب نے اسپر خاص توجہ فرمائی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ خریداران الفضل سالانہ قیمت میں آٹھ آٹھ آنہ کی بیشی منظور فرمالیں۔ اور یہ رقم بذریعہ منی آرڈر دفتر میں بھیجدیا کریں۔

ہم اس بات کے لئے منتظر ہیں۔ کہ کونسے احباب ہماری اس گذارش پر توجہ فرماکر ہمیں شکر گذاری کا موقعہ دیں گے ہم ایسے احباب کے اسماء گرامی مع ان کی امداد کی رقوم کے درج اخبار کرتے رہیں گے۔ اس وقت تک مندرجہ ذیل برادران ملت نے اپنے فرض کو ادا کر کے ہمیں ممنون فرمایا ہے

نام	رقم	
بابو فضل احمد صاحب	۸/	[illegible]
بابو اللہ بخش صاحب	۸/	
بابو محمد صدیق صاحب	۸/	
میاں محمد عبد اللہ صاحب	۸/	
جمعدار عبد اللہ صاحب	۸/	
میاں عبد الرحیم محمد الدین صاحبان	۸/	
سید عبد المجید صاحب	۵/	امدادی
احمد حسین صاحب گجرات	۸/	
بابو سراج الدین صاحب مکاپور	۸/	

جزاہم اللہ احسن الجزاء

ریویو

مباحثہ بالیسر

میاں محمد محسن صاحب احمدی سکول ماسٹر اور مولوی انعام رسول صاحب غیر احمدی کے درمیان بمقام بالیسر ایک تحریری مباحثہ ہوا تھا۔ جس میں ہمارے احمدی بھائی کو خدا کے فضل سے کامل فتح نصیب ہوئی تھی۔ رفاہِ عام کی غرض سے اس مباحثہ کو انھوں نے چھپوا کر شائع کر دیا ہے۔ اور غیر احمدی مولوی پر بعض ایسے اعتراضات کئے ہیں۔ کہ جن کو اگر وہ دور کر دے۔ تو پچھتر روپیہ انعام حاصل کرے۔

اس رسالہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا قرآن اور احادیث کے رو سے ثبوت دیا گیا ہے۔

قیمت رسالہ پر نہیں لکھی ہوئی۔ شاید مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔ احباب قدم رسول۔ ضلع کٹک کے پتہ سے ماسٹر صاحب موصوف سے منگوائیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خطبہ جمعۃ المبارک

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ ۶۔ اکتوبر ۱۶ء

یاایھا الذین اٰمنوا کونوا قوامین للہ شھداء بالقسط ولا یجرمنکم شنان قوم علی الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون وعد اللہ الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات لھم مغفرۃ واجر عظیم۔ والذین کفروا وکذبوا باٰیٰتنا اولٰئک اصحٰب الجحیم (۵۔ ۱۱ تا ۱۳)

محبت اور بغض کا پردہ کسی چیز کی محبت یا کسی چیز سے نفرت بعض دفعہ انسان کو اندھا کر دیتی ہے۔ محبت کبھی اپنے محبوب کے عیب اور نقص چھپا دیتی ہے۔ اور بغض کبھی بغیض کے ہنروں کو پوشیدہ کر دیتا ہے۔ اور انسان اس چیز کو جو اس کی محبوب ہے بےعیب اور بےنقص خیال کرتا ہے۔ اور وہ چیز جس سے اسے بغض ہو۔ اسے تمام خوبیوں سے عاری اور تمام عیبوں سے پُرخیال کر لیتا ہے۔ اور بہت سی باتیں اس کے دشمن اور پیارے کی اس کی نظر سے ایسی گذرتی ہیں۔ کہ دوسرے انہیں دیکھ کر حیران ہو جاتے ہیں۔ کہ یہ اسے نظر کیوں نہیں آتیں۔ گویا وہ آنکھیں رکھتے ہوئے اندھا کان رکھتے ہوئے بہرہ اور دل رکھتے ہوئے نافہم اور ناسمجھ ہو جاتا ہے۔ اسکی زبان ہوتی ہے۔ مگر وہ چکھ نہیں سکتا۔ اس کی ناک ہوتی ہے۔ مگر وہ خوشبو اور بدبو میں تمیز نہیں کر سکتی۔ کیونکہ محبت یا بغض کے پردے اس پر پڑے ہوتے ہیں۔ تم کئی آدمی ایسے دیکھو گے۔ کہ وہ ایک چیز سے نفرت کرتے ہوں گے مثلاً کسی کھانے کی چیز سے۔ اگر انہیں اس کے کھانے کے لئے کہا جائیگا۔ تو کہیں گے۔ توبہ توبہ ہم تو اس کو دیکھ بھی نہیں سکتے۔ لیکن اگر اسی چیز کا نام اور شکل بدلاکر انہیں کھلا دو۔ تو چٹ کر جائیں گے۔ اور ممکن ہے۔ کہ کھاتے ہوئے یہ بھی کہتے جائیں۔ کہ بہت مزیدار بہت لذیذ اور بہت عمدہ ہے اگر درمیان میں ہی انہیں کہہ دیا جائے۔ کہ یہ تو فلاں چیز ہے۔ تو پہلے تو اسی بات سے انکار کریں گے۔ کہ ابھی نہیں یہ کہاں وہ چیز ہو سکتی ہے۔ اُسکا ذائقہ ہی الگ ہوتا ہے۔ اور اگر یہ کہنے کی گنجائش نہ دیکھیں گے تو کہیں گے پہلے ہی کھاتے ہوئے ہماری طبیعت پر بوجھ سا محسوس ہو رہا تھا۔ اسی طرح اگر کسی چیز کو محبوب رکھتے ہوں۔ اور اس کی بجائے کوئی اور بتا دیا جائے۔ اور کہا جائے کہ یہ وہی ہے۔ تو اس کی ایسی تعریف کرنے لگ جائیں گے جیسی کہ اپنی محبوب چیز کی کرتے ہونگے۔ اور جب بتایا جائے۔ کہ یہ تو وہ نہ تھی۔ تو شرمندہ ہو جائیں گے۔ اس قسم کا ابھی ایک واقعہ گذرا ہے۔ ولایت میں ایک مشہور مصنف ہے۔ ایک اخبار ہمیشہ اس کے خلاف لکھا کرتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ اس کے مضامین کوئی اعلیٰ پایہ کے نہیں ہوتے۔ بلکہ ادنیٰ اور معمولی درجہ کے ہوتے ہیں۔ اس مصنف کے کسی دوست نے اسکا ایک مضمون لیکر ایک اپنے مشتبہ مصنف کے نام سے۔ اسی اخبار میں چھپنے کے لئے بھیجدیا۔ جس کو وہ پسند کرتا تھا۔ اس اخبار نے اس مضمون کو نمایاں جگہ پر موٹے الفاظ میں شائع کیا۔ اور اپنی طرف سے بیسیوں خوبیاں اس مضمون اور مضمون نگار کی گنا دیں۔ شائع ہونے کے بعد اسے لکھا گیا۔ کہ یہ تو فلاں آدمی کا مضمون تھا۔ اسپر اس کی تعریف بند ہو گئی۔ اسی طرح انوری ایک مشہور فارسی کا شاعر گذرا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ میں اپنے استاد کے پاس شعر بنا کر دکھانے کے لئے لے جاتا۔ تو وہ دیکھ کر کہہ دیتا۔ کہ کچھ اچھے نہیں ہیں۔ استاد ہر روز اسی طرح کہتا۔ میں بڑی احتیاط اور کوشش سے شعر لکھتا۔ لیکن وہ ناپسند کر دیتا۔ ایک دن مجھے اپنے گھر سے کچھ پرانے کاغذات ملے۔ ان پر میں نے نہایت مدھم سی سیاہی کے ساتھ اپنے شعر لکھے۔ اور استاد کے پاس لے گیا۔ کہ یہ کاغذات مجھے پرانی کتابوں میں سے ملے ہیں۔ ان پر لکھے ہوئے شعروں کو آپ پڑھئے۔ انوری لکھتا ہے استاد ان شعروں کو پڑھے اور لوٹتا جائے۔ اور کہے۔ کہ ایسا کامل استاد میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ یہ شعر کسی بڑے ہی اعلیٰ اور کامل استاد کے کہے ہوئے ہیں۔

خیر اس کی وجہ تو اس نے اور بتائی ہے۔ مگر ہم یہ دیکھتے ہیں۔ بہت سی ایسی چیزیں جن کو انسان محبوب سمجھتا ہے بلا سوچے سمجھے ان کی تعریف شروع کر دیتا ہے۔ اور بہت سی ایسی چیزیں جن کو ناپسند کرتا ہے۔ بلا سوچے سمجھے ان کی مذمت کرنے لگ جاتا ہے۔ اس وقت دلائل اور واقعات اس کی نظر سے پوشیدہ ہو جاتے ہیں۔

ایک خط آج ہی میں نے کسی کا خط پڑھا ہے۔ مجھے تو حیرت ہی ہوتی ہے۔ کہ کس طرح کسی چیز کی محبت یا بغض ہو۔ تو انسان کی عقل اور سمجھ پر پردہ پڑ جاتا ہے۔ الفضل میں کوئی مضمون شائع ہوا ہے جس میں لکھا گیا ہے۔ کہ

"ہم حضرت مرزا صاحب کو نبی یا رسول مانتے اور کہتے ہیں۔ بلکہ یہ بھی کہدو۔ کہ کامل نبی حقیقی نبی مستقل نبی۔ مگر ایسا کہنے سے جو ہماری مراد ہے وہ بھی سن لو۔"

"ہم اعلان کرتے ہیں۔ کہ ہم حضرت مرزا صاحب کو ہرگز ہرگز ایسا نبی نہیں مانتے۔ نہ وہ کوئی شریعت لائے۔ نہ انہوں نے احکام شریعت سابقہ منسوخ کئے۔ نہ وہ ایسے ہیں۔ کہ نبی سابق کی امت نہ کہلائیں۔ نہ وہ براہ راست بغیر فاصلہ کسی نبی سابق کے نبوت پانے والے ہیں"

اس کے متعلق وہ لکھتا ہے۔ کہ اب تم کو ماننا پڑا ہے۔ کہ ہم مرزا صاحب کو ایسا نبی سمجھتے ہیں۔ اور پھر یہ بھی لکھا ہے۔ کہ جو تعریف تم نے حضرت مرزا صاحب کی نبوت کی کی ہے۔ وہ وہی تعریف ہے۔ جو غیر مبائعین کرتے ہیں۔ (اس کے اصل الفاظ یہ ہیں۔ نبی کی تعریف کی ذیل میں آپنے وہ تعریف بھی لکھدی ہے۔ جو متفقہ مبائعین و غیر مبائعین اصحاب کی مراد ہے) حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ اس مضمون میں کوئی ایسی بات نہیں لکھی گئی ہے۔ جس کے متعلق کہا جا سکے۔ کہ ہم نے اب تسلیم کی ہے۔ اور پہلے اسے تسلیم نہ کرتے تھے۔ کیونکہ سب سے پہلے رسالہ کی صورت میں "القول الفصل" میں یہی مضمون چھپا ہے۔ پھر

"حقیقت النبوۃ" کی تمہید اسی مضمون پر ہے۔ کہ ہم جو حضرت مسیح موعود کو حقیقی نبی کہتے ہیں۔ تو اس لحاظ سے کہ حقیقتاً" آپ کو نبوت ملی تھی۔ نہ اس لئے کہ آپ بلا واسطہ یا تشریعی نبی تھے۔ چنانچہ مولوی محمد علی صاحب نے جب یہ لکھا تھا کہ "میاں صاحب فی الواقع حضرت مسیح موعود کو حقیقی نبی مانتے ہیں"۔ اسکا جواب میں نے القول الفصل میں لکھ دیا تھا۔ کہ

"حضرت مسیح موعود نے حقیقی نبی کے خود یہ معنی فرمائے ہیں۔ کہ جو نئی شریعت لائے۔ پس ان معنوں کے لحاظ سے ہم ان کو ہرگز حقیقی نبی نہیں مانتے"۔ القول الفصل صد ۱۲

اسی بات پر حقیقۃ النبوۃ کی تمہید ہے۔ پھر اسوقت تک بیسیوں مضامین الفضل میں اسپر لکھے جاچکے ہیں۔ مگر وہ خط لکھنے والا لکھتا ہے۔ کہ آج تم نے اس بات کو مانا ہے۔ اور پہلے نہیں مانتے تھے۔ حالانکہ ہم پہلے بھی وہی مانتے تھے۔ جو اب مانتے ہیں ۔

نبوت مسیح موعود سے ہماری اور غیر مبائعین کی مراد میں فرق

پھر یہ بھی بالکل غلط ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کو نبی کہنے سے جو ہماری مراد ہے وہی غیر مبائعین کی ہے۔ غیر مبائعین ہمارے بالکل خلاف کہتے ہیں۔ وہ حضرت مسیح موعود کو ہماری طرح ظلی۔ بروزی۔ امتی اور مجازی نبی تو کہتے ہیں لیکن اس سے ان کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ گویا حضرت صاحب نبی نہیں ہیں۔ اور ہم جو یہ الفاظ کہتے ہیں۔ تو ہمارا یہ مطلب ہوتا ہے۔ کہ آپ نبی ہیں۔ اور حقیقی نبی ہیں۔ مگر کوئی شریعت نہیں لائے۔ اور نہ بلا واسطہ نبی ہوئے ہیں۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کے آپ پابند تھے۔ اور آنحضرت صلعم کے واسطہ سے ہی آپ نبی ہوئے۔ اگر غیر مبائعین کا بھی یہی مطلب ہے۔ تو پھر وہ ہمارے مقابلہ میں کتابیں اور رسالے کیوں لکھتے ہیں۔ میں نے القول الفصل میں لکھ دیا تھا۔ کہ

"مستقل نبی کے معنی خود حضرت مسیح موعود نے یہ کئے ہیں۔ کہ جس کو بلا واسطہ نبوت عطا ہو اور جو کسی اور نبی کی اتباع سے انعام نبوت نہ حاصل کرے۔ ان معنوں کے لحاظ سے ہم حضرت مسیح موعود کو ہرگز مستقل نبی نہیں مانتے"۔

اس کے رد میں انہوں نے لکھا۔ پھر حقیقت النبوۃ میں اسی بات کو کھول کھول کر لکھا گیا تھا۔ اس کے خلاف بھی انھوں نے ایک کتاب لکھی۔ اگر ان کا اور ہمارا مفہوم ایک ہی تھا۔ تو پھر ان کا مخالفت میں کتابیں لکھنے کا کیا باعث تھا ۔

ہماری مراد

ہم جب حضرت مسیح موعود کو حقیقی نبی کہتے ہیں۔ تو اس کی تشریح بھی ساتھ ہی کر دیتے ہیں۔ کہ اگر کوئی حقیقی نبی کے یہ معنے کرے۔ کہ وہ بناوٹی یا نقلی نہ ہو۔ بلکہ درحقیقت خدا کی طرف سے خدا تعالٰی کی مقرر کردہ اصطلاح کے مطابق قرآن کریم کے بتائے ہوئے معنوں کے رو سے نبی ہو۔ اور نبی کہلانے کا مستحق ہو۔ تمام کمالات نبوت اس میں اس حد تک پائے جاتے ہوں۔ جس حد تک نبیوں میں پائے جانے ضروری ہیں۔ تو ان معنوں کی رو سے حضرت مسیح موعود حقیقی نبی تھے۔ گو ان معنوں کی رو سے کہ آپ کوئی نئی شریعت لائے حقیقی نبی نہ تھے۔

اختلاف کس بات میں ہے

ہاں ہم بھی آپ کو ظلی نبی کہتے ہیں وہ بھی ظلی نبی کہتے ہیں۔ ہم بھی امتی نبی کہتے ہیں۔ وہ بھی امتی نبی کہتے ہیں ہم بھی بروزی نبی کہتے ہیں۔ وہ بھی بروزی نبی کہتے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے کہ لفظ ایک ہی ہیں۔ پھر وہ ہمارا رد لکھتے ہیں۔ اور ہم ان کا۔ اس خط لکھنے والے نے شاید یہ سمجھا ہے۔ کہ الفاظ کی تعیین میں اختلاف ہے۔ جو اب دور ہو گیا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ الفاظ کی تشریح میں فرق ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ ظلی نبی نبی نہیں ہوتا۔ اور ہم کہتے ہیں۔ کہ نبی ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ نبی وہ ہوتا ہے۔ جو بلا واسطہ نبوت پائے۔ اور صاحب شریعت ہو۔ ہم کہتے ہیں۔ وہ بھی نبی ہوتا ہے۔ جو بالواسطہ نبوت پائے۔ اور جو صاحب شریعت نہ ہو۔ وہ کہتے ہیں۔ حضرت صاحب کا یونہی نبی نام رکھ دیا گیا ہے۔ ورنہ حقیقت میں آپ نبی نہیں تھے۔ کیونکہ آپ کو ظلی نبی کہا گیا ہے۔ اور ظل سایہ کو کہتے ہیں۔ اور سایہ کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ ان میں سے بعض تو کہتے ہیں۔ کہ سایہ پر جوتیاں مارنے سے بھی کوئی حرج نہیں ہوتا۔ کیونکہ اسکی کوئی حقیقت نہیں ہوتی ۔

ظلی نبی کی شان

لیکن ہمارے نزدیک ظلی نبی کی یہ شان ہے۔ کہ وہ کئی پہلے نبیوں سے بھی بڑھ کر ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی دعوٰی کیا ہے۔ کہ میں پہلے مسیح سے افضل ہوں۔ اور وہ دعوٰی یہ ہے ۔

"خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس سے پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے"۔ ریویو جلد ا نمبر ۶ صد ۲۵۷

اور پہلے آئمہ نے بھی اسی بات پر اتفاق کیا ہے۔ کہ آنے والا مسیح بعض انبیاء سے بڑھ کر ہوگا۔ واقعہ میں یہی بات درست ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل کوئی معمولی چیز نہیں ہے۔ ایک ظل سایہ ہوتا ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود پر یہ معنی چسپاں نہیں ہو سکتے۔

کسی شخص کی ایک دلیل۔

آج مولوی محمد احسن صاحب حضرت مسیح موعود کی نبوت کا انکار کرتے ہیں۔ مگر آج سے کچھ عرصہ پہلے انھوں نے خواجہ صاحب کی حلف کے جواب میں ایک مضمون لکھ کر مجھے بھیجا تھا جس میں لکھا تھا۔ کہ خواجہ کہتا ہے۔ کہ ظل کچھ نہیں ہوتا۔ اور اس کی کچھ حقیقت نہیں ہوتی۔ کیونکہ ظل سایہ کو کہتے ہیں۔ اور سایہ بے حقیقت چیز ہوتا ہے۔ اگرچہ عام طور پر ظل سایہ کو کہتے ہیں۔ مگر دراصل نور کے درمیان حائل ہونے والی روک سے جو اندھیرا پیدا ہو اُسے ظل کہتے ہیں یعنی جتنے حصہ پر نور کو وہ روک پڑنے دے اُسے ظل کہتے ہیں۔ اگر یہی معنی ظل کے حضرت مسیح موعود پر چسپاں کئے جائیں۔ تو اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت ہتک ہوتی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود (نعوذ باللہ) بھی کہ آپ گویا دنیا کے لئے اندھیرا اور تاریکی ہو کر آئے تھے۔

لیکن ظل کے یہ معنے آپ کے متعلق استعمال نہیں کئے جاسکتے۔ اس شخص ... یہ دلیل اس وقت لکھی تھی۔ اور اس میں کیا شک ہے۔ کہ یہ ایک زبردست دلیل ہے۔ مگر آج ان کو یہ بھول گئی ہے۔ اور اسی طرح بھول گئی ہے۔ جسطرح یہ بھول گیا کہ احمد حضرت مسیح موعود نہیں ہیں۔ پہلے تو وہ صاحب یہ کہا کرتے تھے۔ کہ جب خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود کو قرآن کریم میں احمد کہا ہے۔ تو پھر میں کیوں آپ کی تعریف نہ کروں۔ اور ہر آیت سے آپکی تصدیق نکالتے تھے۔ پھر کفر و اسلام کے مسئلہ پر گول کمرہ میں مجھ سے گفتگو کرتے رہے۔ اور کہتے۔ کہ آپکے منکرین کو کافر نہ کہنا آپکے درجہ کو گھٹانا اور آپ کی ہتک کرنا ہے۔ مگر آج وہ یہ ساری باتیں بھول گئے ہیں ؛

ظل کے جو معنی غیر مبائعین لیتے ہیں اُس سے سخت ہتک ہوتی ہے

تو ظلی نبی کی جو تعریف غیر مبائعین کرتے ہیں۔ اس کا وہی مطلب ہے جو اس شخص ... نے اس وقت نکالا تھا۔ جبکہ اسے دوری نہیں ہوئی تھی۔ اور وہ ایک خطرناک مطلب ہے۔ کیونکہ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سخت ہتک ہوتی ہے۔ اور ماننا پڑتا ہے۔ کہ (نعوذ باللہ) آپ کا وجود ایسا کثیف تھا کہ اس کے خدا تعالےٰ کے نور کے سامنے حائل ہونے سے اندھیرا پیدا ہو گیا۔ اور وہ اندھیرا حضرت مسیح موعود تھے۔ جسقدر کوئی چیز شفاف ہوتی ہے۔ اسی قدر اس کا ظل کم اندھیرا پیدا کرتا ہے۔ مثلاً شیشہ ایک شفاف چیز ہے اس کو سورج کے سامنے رکھنے سے جو ظل پیدا ہو گا۔ وہ بہ نسبت ایک غیر شفاف چیز کے بہت کم ہو گا۔ تو ظل کا مطلب یہ ہے۔ کہ ایک نورانی چیز کے سامنے کوئی ایسی روک کھڑی ہو جائے۔ جو اس کے نور کو روک لے۔ اور جتنے حصہ سے روک لے۔ وہ اسکا ظل ہو گا۔ اگر یہی معنی ظل کے حضرت مسیح موعود کے متعلق لئے جائیں۔ تو اس کا یہ مطلب ہو گا۔ کہ (نعوذ باللہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود سے خدا تعالےٰ کے نور کے سامنے آنے سے جو اندھیرا پیدا ہوا۔ وہ حضرت مسیح موعود تھے۔ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ایسا کثیف تھا۔ کہ اس نے خدا کے نور کے سامنے آکر اندھیرا پیدا کر دیا۔ اور جتنے حصہ پر آپ کی وجہ سے روشنی نہیں پڑ سکتی۔ وہ مسیح موعود کا وجود ہے۔

لیکن اس سے بڑھ کر ظل کے بدترین معنے جو حضرت مسیح موعود کے متعلق لئے جائیں۔ اور کوئی نہیں ہو سکتے۔ کہ باقی تمام حصہ پر نور ہی نور ہے۔ مگر ایک حصہ پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہو جانے کی وجہ سے اندھیرا اور تاریکی ہو گئی ہے۔ اور وہ تاریکی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وجود ہے ؛

کیا ظل کے یہ معنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر چسپاں ہو سکتے ہیں۔ اگر کوئی چسپاں کرتا ہے تو دیکھ لے۔ کہ اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ لیکن جس کے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت۔ اور حضرت مسیح موعود کی قدر ہے۔ وہ تو کبھی بھی ظل کے یہ معنے نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی ظل سے یہ مراد لے سکتا ہے۔ بلکہ ظل سے وہی مراد لے گا جو حضرت مسیح موعود نے لی ہے۔ کہ عکس اور عکس بھی ایسا جس میں تمام خوبیاں آگئی ہوں۔ ہر نبی میں کچھ خوبیاں ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں سارے انبیاء کی خوبیاں جمع تھیں۔ وہ خوبیاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ سے حاصل کیں۔ ہاں آپ ظل اس لئے ہیں۔ کہ آپ کو جو کچھ ملا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ملا۔ بلا واسطہ کچھ نہیں ملا ؛

ہم حضرت صاحب کو جو کچھ پہلے مانتے تھے وہی اب مانتے ہیں

تو ظل کے لفظ میں اختلاف نہیں۔ بلکہ اس کی تشریح میں اختلاف ہے۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل ہو کر آپکے تمام کمالات حاصل کر لئے تھے۔ اور غیر مبائعین کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود وہ تاریک حصہ تھے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کثیف وجود کے خدا تعالےٰ کے سامنے آنے سے پیدا ہو گیا تھا۔ یہی اختلاف ہمارا اور غیر مبائعین کا پہلے تھا۔ اور یہی اب ہے۔ اس خط کے لکھنے والے نے معلوم ہوتا ہے۔ یہ سمجھ رکھا تھا۔ کہ لفظوں میں اختلاف ہے۔ مبائعین ظلی نبی نہیں مانتے تھے اور اب انھوں نے مان لیا ہے۔ حالانکہ ہم جس طرح پہلے ظلی نبی مانتے تھے۔ اسی طرح اب بھی مانتے ہیں۔ اس نے محبت میں اندھا ہو کر ہماری پہلی تحریروں سے غلط نتیجہ نکالا ہے ؛

ایک اور غلط فہمی

دوسری بات وہ یہ لکھتا ہے۔ کہ جب تم بھی کامل نبی مستقل نبی اور حقیقی نبی کی وہی تعریف کرتے ہو۔ جو متفقہ مبائعین و غیر مبائعین اصحاب کی ہے۔ تو بجائے اس کے کہ لوگوں کو اپنے پاس تمہاری بنائی ہوئی ڈکشنری رکھنی پڑے۔ کہ کن معنوں میں تم نبی کہتے ہو۔ تم کیوں حضرت صاحب کو مجدد نہیں کہتے۔ جس کے لئے کسی ڈکشنری کی ضرورت نہیں ؟

مجدد اور رسول میں فرق۔

معلوم ہوتا ہے۔ اس نے مجدد اور رسول میں فرق ہی نہیں سمجھا۔ امت محمدیہ میں مجددوں کی پیشگوئی اس طرح ہے۔ کہ پہلی امتوں میں ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں۔ جو نبی نہیں تھے۔ مگر خدا تعالےٰ ان سے کلام کرتا تھا۔ اسی طرح میری امت میں بھی ایسے لوگ ہوں گے۔ اور محدث تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو بھی کہا تھا۔ لیکن حضرت مسیح موعودؑ نے لکھا ہے۔ کہ

"اگر خدا تعالےٰ سے غیب کی خبریں پانیوالا نبی کا نام نہیں رکھتا۔ تو پھر بتلاؤ۔ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو محدث رکھنا چاہیئے۔ تو میں کہتا ہوں۔ کہ تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے"۔ ایک غلطی کا ازالہ صـ۳

پس جب کوئی محدث نبی نہیں ہو سکتا۔ تو مجدد کہاں نبی ہو سکتا ہے۔ مجدد کا لفظ تو اور لوگوں پر بھی بولا جا سکتا ہے۔ اگر اس حدیث کو پیش نظر نہ رکھیں۔ تو غیر مذاہب کے لوگوں کے متعلق بھی یہ کہہ سکتے ہیں کیونکہ

کسی مٹی ہوئی بات کو قائم کرنے اور کسی چیز کی اصلاح کرنے والا مجدد ہوتا ہے۔ جو بھی اس طرح کرتا ہے۔ اسے مجدد کہا جا سکتا ہے۔ لیکن کسی محدث یا مجدد کو کسی لغت میں نبی نہیں کہا گیا۔ پھر ہم حضرت مسیح موعود کو محدث یا مجدد کیونکر کہیں۔ آپ کو ایک دفعہ یہی کہا گیا تھا۔ کہ آپ اپنے آپ کو نبی کیوں کہتے ہیں محدث کیوں نہیں کہتے۔ تو آپ نے اس کا یہ جواب دیا۔ کہ خدا تعالےٰ سے غیب کی خبریں پانے والے کا کس لغت کی کتاب میں محدث نام رکھا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہو گیا۔ کہ آپ نے محدث کہلانے سے انکار کر دیا ہے۔ پھر اب کیا ہم اس لئے آپ کو نبی کہنا چھوڑ دیں۔ اور محدث اور مجدد کہا کریں۔ کہ لوگ ہم پر اعتراض کریں گے۔

ایک مومن کا فرض

کیا یہ ہمارے لئے جائز ہو سکتا ہے۔ یہی آیت جو میں نے ابھی پڑھی ہے۔ اس میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ

یا ایھا الذین امنوا کونوا قوامین للہ۔ اے مومنو۔ تم قوام ہو جاؤ خدا کے لئے۔ یعنی جو کام بھی انسان خدا کے لئے کرے۔ اس میں بزدلی نہ دکھائے۔ پھر فرمایا ہے۔ شھداء بالقسط۔ کہ جو بات کرو۔ انصاف اور عدل کے ساتھ کرو۔ یہ نہیں۔ کہ عدل کو چھوڑ دو۔ پھر فرمایا ولا یجرمنکم شنان قوم علی الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوٰی۔ اور تمہیں کسی قوم کی دشمنی اس بات پر نہ آمادہ کر دے۔ کہ تم عدل ترک کر دو۔ بلکہ عدل کرو۔ یہ بات تقوےٰ کے بہت قریب ہے۔ شنان قوم کے دو معنی ہیں۔ اول یہ کہ تمہاری کسی قوم سے دشمنی ہو اور دوسرے یہ کہ تم سے کسی قوم کی دشمنی ہو۔ اس لئے اس کے یہ معنی ہوئے۔ کہ تم حق کی گواہی دینے سے اس لئے مت رکو۔ کہ تم کو کسی سے دشمنی ہو۔ یا اس لئے کہ کسی کو تم سے دشمنی ہے۔

اس حکم کے ہوتے ہوئے کس طرح ممکن ہے۔ کہ غیر احمدی جو ہم سے دشمنی رکھتے ہیں۔ اس لئے ہم سچی گواہی چھپا رکھیں خدا نے کہا ہے اور بار بار کہا ہے۔ کہ مسیح موعود نبی ہے۔ نبی ہے۔ نبی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے کہ نبی ہے۔ پھر پہلے نبیوں نے آپ کو نبی کہا ہے۔ پھر امت محمدیہ کے صلحاء کی شہادت ہے۔ کہ آپ نبی ہیں۔

ہم مسیح موعود کے خادم ہیں۔ نہ کہ دشمن

پھر خدا تعالےٰ نے یہاں تک آپ کو کہا ہے۔ کہ سیقول العدو لست مرسلا۔ تیرا دشمن کہیگا۔ کہ تو نبی نہیں ہے۔ چنانچہ ان نبی نہ کہنے والے لوگوں نے جتنی دشمنی اور عداوت کا ثبوت دیا ہے اور کسی نے نہیں دیا۔ جو لوگ احمدی ہوتے ہیں۔ ان کو برگشتہ کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اسقدر درجہ گھٹاتے ہیں۔ کہ ایک شریف دشمن بھی ایسا نہیں کر سکتا۔ کوئی شریف دشمن کبھی یہ نہیں کہیگا۔ کہ ظلی بروزی نبی جائز ہے۔ مگر انہوں نے کہدیا۔ تو خدا تعالیٰ کی طرف سے سیقول العدو لست مرسلا۔ کہنا شہادت ہے اس بات کی کہ آپ خدا کے نبی اور رسول تھے۔ اور جو آپ کا دشمن ہوگا۔ وہی آپ کو نبی نہیں مانیگا۔ پھر کیوں نہ ہم آپ کو نبی کہیں۔ غیر احمدی اگر اس حق بات کے کہنے سے چڑتے ہیں۔ تو چڑیں۔ ہمیں ان کی کیا پرواہ ہے۔ ہاں ہماری ان سے کوئی دشمنی نہیں۔ کہ اگر وہ کہیں۔ کہ مرزا صاحب کوئی شریعت نہیں لائے۔ تو ہم کہیں کہ لائے ہیں۔ اگر وہ کہیں۔ کہ بلا واسطہ نبی نہیں ہوئے۔ تو ہم کہیں۔ کہ بلا واسطہ ہوئے ہیں۔ اور نہ ہی ان کی ہم سے کوئی دشمنی ہے اس لئے ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب نبی اور رسول ہیں۔ یہ دونوں باتیں نہیں۔ نہ تو ہم مسیح موعود کا درجہ بڑھاتے ہیں۔ کہ ہم دشمن کو تنگ کریں۔ اور چڑائیں۔ اور نہ ہی حضرت صاحب کے اصل درجہ کو چھپاتے ہیں کہ غیر احمدی ہمارے دشمن ہیں۔ حق کہنا ہر ایک مومن کا فرض ہے۔ اور ہم بھی حق ہی کہتے ہیں۔ خواہ جان بھی چلی جائے۔ ہم تو حق کہنے سے کبھی نہیں ڈرتے۔ اگر کوئی ڈرتا ہے۔ تو حق کو چھپائے رکھے۔ ہمارا یقین اور ایمان ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود خدا تعالےٰ کے نبی تھے۔ ہاں ایسے نبی جو کوئی شریعت نہیں لائے تھے۔ اور نہ بلا واسطہ نبی ہوئے تھے۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل نبی ہوئے تھے اور آپ ظلی نبی تھے مگر اس لحاظ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات آپ نے اخذ کر لئے تھے۔ نہ اس لحاظ سے کہ آنحضرت صلعم کے نور کے سامنے آنے سے کوئی ظلمت پیدا ہو گئی تھی۔ اور آپ وہ ظلمت تھے۔ اسی تشریح کے ساتھ ہم آپ کو نبی مانتے ہیں۔

کیا کسی بات سے دھوکہ لگنے کے خیال سے اسے ترک کر دیا جا سکتا ہے؟

باقی رہا یہ کہ اس سے لوگوں کو دھوکہ لگ سکتا ہے۔ اور انہیں ڈکشنری پاس رکھنی پڑے گی۔ اس لئے اس کو چھوڑ دینا چاہیئے۔

اگر اس لحاظ سے اس کو چھوڑ دیا جائے۔ تو قرآن کریم کے کئی احکام ہیں۔ جن کو چھوڑنا پڑے گا۔ مثلاً ملائکہ کو مشرک لوگ خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔ اب جو شخص یہ کہیگا کہ ہم ملائکہ کو مانتے ہیں۔ تو ہو سکتا ہے۔ کہ مشرکین اس سے یہ سمجھیں۔ کہ یہ بھی ہماری طرح ہی ملائکہ کو خدا کی بیٹیاں سمجھتا ہے۔ اس لئے چاہیئے کہ وہ ملائکہ سے ہی انکار کر دے۔ تاکہ ان کو دھوکہ نہ لگے۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہیں ماننا چاہیئے۔ کیونکہ وہ لوگ رسول اس کو سمجھتے تھے۔ کہ جس کے پاس بہت سے خزانے ہوں غیب جاننے والا ہو۔ آسمان پر چڑھنے والا ہو۔ چونکہ رسول کے لفظ سے ان کو اس قسم کا دھوکہ لگتا تھا۔ اس لئے چاہیئے تھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ کو رسول نہ کہتے۔ اور نہ ہی کوئی مسلمان آپ کو رسول کہتا۔ لیکن یہ بات ہی فضول ہے۔ کسی کو اگر اس سے دھوکہ لگتا ہے۔ تو یہ ہمارا قصور نہیں ہے۔ بلکہ اس کی اپنی سمجھ کا قصور ہے۔

کسی بات کی تشریح کرنا کوئی بُری بات نہیں

ہمارے متعلق یہ کہنا کہ یہ مرزا صاحب کو نبی کہہ کر پھر اس کی تشریح کرتے ہیں۔ اس تشریح کو کون یاد رکھے۔ یہ بھی نادانی کی بات ہے۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ اگر تشریح کرنا کوئی بُری بات ہے۔ تو پھر خدا تعالےٰ نبی کہہ کر پھر کیوں تشریح کرتا ہے۔ جب خدا تعالےٰ نبی کی تشریح کرتا ہے۔ تو ہمارا فعل اس کے مطابق ہی ہے۔

نہ کہ خلاف۔ خدا تعالیٰ رسول کے متعلق فرماتا ہے۔ کہ وہ علم غیب نہیں جانتا۔ اپنی طاقت سے کوئی نشان نہیں دکھا سکتا۔ اور یہ نہیں کہ وہ وفات نہ پائے۔ اور یہ بھی نہیں۔ کہ کھانا نہ کھاتا ہو۔ بلکہ رسول ہوتے ہوئے اس میں سب باتیں پائی جاتی ہیں۔ اب کوئی کہے۔ کہ خدا تعالیٰ کو رسول کا لفظ کہکر جو اسقدر تشریح کرنے کی ضرورت پڑی ہے۔ اس لئے چاہیئے تھا۔ کہ اس کو چھوڑ ہی دیتا۔ اور کوئی ایسا لفظ کہتا۔ جس کے متعلق اسے تشریح نہ کرنی پڑتی مگر کوئی عقلمند یہ نہیں کہہ سکتا۔ اور باوجود اس کے کہ قرآن کریم سے ثابت ہے۔ کہ رسول کہنے سے کفار اور مشرکین کو دہوکہ لگتا تھا۔ اور وہ سمجھتے تھے۔ کہ رسول وہ ہوتا ہے جو آسمان پر اڑ جائے۔ وہاں سے کوئی کتاب لے آئے وغیرہ وغیرہ۔ پھر بھی خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول ہی کہا۔ ہاں آگے اس قسم کے غلط خیالات کی تردید کردی۔ اور رسول کے لئے جو باتیں ضروری تھیں وہ بیان کردیں۔ پھر دیکھو جہاد کا مفہوم لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے۔ کہ جو کافر ملے۔ اسے قتل کردو۔ اب کیا اس لفظ کو قرآن کریم سے اڑا دینا چاہیئے۔ کہ اس کی وجہ سے کسی کو دہوکہ نہ لگے۔ ہرگز نہیں۔ پھر قرآن کریم میں ایسی آیات ہیں۔ جن میں کفار سے لڑنے کا حکم ہے۔ اور دوسری جگہ لڑائی کے شرائط بیان کئے گئے ہیں اب ان لڑائی کے متعلق آیات کو نکال دینا چاہیئے۔ کہ ان کی وجہ سے غلطی لگ سکتی ہے۔ اسطرح تو کچھ بھی باقی نہیں رہ سکتا۔ ہر ایک آیت سے کسی نہ کسی انسان کو دہوکہ اور غلطی ضرور لگیگی۔ اس لئے (نعوذ باللہ) تمام قرآن کو ہی جلا دینا چاہیئے۔ کسی کے دہوکہ لگنے کے خوف سے اگر کوئی بات ترک کرنی چاہیئے۔ تو پھر کچھ بھی باقی نہ بچیگا۔

دہوکہ لگنے کا کس وقت لحاظ رکھنا چاہیئے

ہاں اگر یہ ہو۔ کہ کسی لفظ کے لغت ایک معنے کرتی ہو اور خدا تعالےٰ نے بھی اس کے معنے کردئے ہوں۔ اور اس کے برخلاف کوئی نئے معنے پیدا کرتا ہو۔ تو اس کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ کہ اس سے دہوکہ لگ سکتا ہے۔ مثلاً کوئی کہے کہ میں اپنا نام اللہ رکھ لیتا ہوں۔ ہم کہیں گے۔ کہ نہ تو لغت میں آدمی کو اللہ کہا گیا ہے۔ اور نہ خدا تعالیٰ نے کسی انسان کا اللہ نام رکھا ہے۔ اس لئے یہ نام رکھنا چھوڑ دینا چاہیئے۔ کہ اس سے دہوکہ لگتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی کہے۔ کہ آدمی کے معنے گدہا ہوتے ہیں۔ اس کو بھی ہم یہی جواب دیں گے۔ اسی طرح اگر اس زمانہ میں جہالت اور نادانی سے لوگوں نے نبی کی یہ تعریف سمجھ رکھی ہے۔ کہ (۱) نبی وہ ہوتا ہے۔ جو شریعت لاتا ہے۔ (۲) بعض احکام شریعت کو منسوخ کرتا ہے۔ (۳) کسی نبی کا تبع نہیں ہوتا۔ بلکہ براہ راست نبوت پاتا ہے۔ تو ہم کہتے ہیں۔ کہ نبی کی یہ تعریف نہ خدا تعالیٰ نے بیان کی ہے۔ نہ قرآن کریم سے اسکا پتہ لگتا ہے۔ اور نہ ہی لغت نبی کی یہ تعریف کرتی ہے۔ پھر ہم کسطرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی کہنا چھوڑ دیں۔ اگر نبی کی تعریف خدا تعالیٰ کے نزدیک قرآن کریم کے رو سے اور لغت میں وہی ہوتی۔ جو لوگ سمجھے ہوئے ہیں۔ تو ہم حضرت مسیح موعود کو نبی کہنا چھوڑ دیتے۔ کہ یہ باتیں آپ میں نہیں پائی جاتیں۔ اس لئے لوگوں کو دہوکہ لگ سکتا ہے۔ لیکن جب ان کا نبی میں پایا جانا نہ خدا تعالےٰ کے نزدیک نہ قرآن کریم کے نزدیک اور نہ لغت کے نزدیک ضروری ہے۔ تو پھر ہم کیوں نہ حضرت مسیح موعود کو نبی کہیں۔

مسیح موعود کو نبی کہنے کی ضرورت

بلکہ ہمارے لئے تو ضروری ہے کہ بڑے زور سے آپ کو نبی کہیں کیونکہ لوگوں نے جو غلطی سے نبی کے غلط معنی سمجھ رکھے ہیں۔ اس کی اصلاح ہو جائے۔ نہ یہ کہ ان کے باطل خیال اور نبی کی باطل تعریف کے کرنے کی وجہ سے ہم نبی کا درست اور جائز استعمال بھی اس لئے ترک کردیں۔ کہ وہ چڑتے ہیں۔ اور انہیں دہوکہ لگتا ہے۔ دنیا میں کونسی بات ہے جس سے کسی کو دہوکہ نہیں لگ سکتا۔ ہم دہوکہ لگنے سے احتیاط کریں گے۔ لیکن اسی وقت تک کہ دین کا کوئی پہلو نہ جاتا ہو۔ لیکن جب ایک نبی کی ہتک ہوتی ہو۔ اس وقت ہم اس بات کا ہرگز خیال نہیں کریں گے۔ اس وقت ہم وہی بات کہیں گے۔ جو خدا اور اس کے نبی نے بتائی ہے۔ اور یہ بات کونسی مشکل ہے۔ کہ ہر ایک کو اس کے سمجھنے سے دہوکہ لگ سکتا ہے۔ آخر ہزاروں لاکھوں آدمیوں نے اس کو سمجھا ہے یا نہیں۔ پھر اور کوئی کیوں نہیں سمجھ سکتا۔

کسی کا یہ کہنا۔ کہ حضرت مسیح موعود نے لکھدیا ہے کہ رسالہ فتح اسلام۔ توضیح مرام اور ازالہ اوہام میں جہاں جہاں میں نے نبی کا لفظ لکھا ہے۔ اسے محدث سمجھ لو اس لئے آپ کو نبی نہیں کہنا چاہیئے۔ یہ بات بھی غلط ہے۔ کیونکہ یہ اسوقت آپ نے لکھا تھا۔ جبکہ آپ ؑ اپنے آپ کو نبی نہ سمجھتے تھے۔ اور جب سمجھا۔ تو اس کو منسوخ کردیا۔ پس جب آپ نے اس کو منسوخ کردیا۔ تو اب اور کس کا حق ہے۔ کہ اس کو منسوخ نہ کرے؟

احمدی کی غلط تعریف۔

پھر وہی شخص لکھتا ہے۔ کہ احمدی وہ ہوتا ہے جو حضرت صاحب کی کسی تحریر کو منسوخ نہ سمجھتا ہو۔ ہم کہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے ایک وقت حضرت عیسیٰ کو زندہ مانا ہے۔ اس لئے اب ان کو زندہ ہی سمجھنا چاہیئے۔ اور جو ایسا نہیں سمجھتا وہ تمہارے نزدیک احمدی ہی نہیں۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداء میں متعہ کی اجازت دی۔ لیکن بعد میں منع فرمادیا۔ اب اس کے خیال میں وہ شخص مسلمان ہی نہیں۔ جو متعہ کو اب ناجائز سمجھے۔ اسی طرح کئی اور احکام کی اجازت تھی۔ یعنی آنحضرت صلعم ان کے کرنے سے منع نہ فرماتے تھے۔ مگر بعد میں ممانعت ہوگئی۔ مثلاً ابتداء میں کئی ایسے مسلمان تھے جنہوں نے اپنی سوتیلی ماؤں سے نکاح کیا ہوا تھا۔ بعد میں آپ نے منع فرمادیا۔ پھر گدھے کی حلت تھی۔ اور بعد میں حکم آگیا۔ کہ ایسا نہ کرو۔ اور کئی اس قسم کے احکام ہیں۔ کہ پہلے اس کے متعلق حکم دیا۔ یا جائز سمجھا۔ اور اس سے منع نہ کیا۔ لیکن بعد میں منسوخ کردیا۔ اس سے کیا کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسلمان ہی نہ تھے۔

پھر ایک زمانہ ایسا بھی آیا ہے۔ کہ ۹۹ فیصدی مسلمان قرآن کریم کی کسی نہ کسی آیت کو منسوخ سمجھتے تھے۔ کیا وہ سب کے سب کافر تھے۔ لیکن قرآن کریم کی کسی آیت کو

ہم اس لئے منسوخ نہیں کہہ سکتے ۔ کہ قرآن کریم اس سے انکار کرتا ہے ۔ لیکن جس تحریر کو حضرت مسیح موعودؑ نے منسوخ کر دیا ہے ۔ اس کو منسوخ نہ کرنا بلکہ قائم رکھنا انکی سخت بڑا ظلم ہے ۔

اب کوئی کہے ۔ کہ اگر اسطرح تحریریں منسوخ ہونے لگیں ۔ تو اندھیر آجائیگا ۔ لیکن ہم کہتے ہیں ۔ اندھیر کسطرح آسکتا ہے ۔ اندھیر تو تب آئے ۔ جب کوئی اپنے عقل اور اپنی رائے سے کسی تحریر کو منسوخ قرار دے دے ۔ لیکن جب وہی تحریر منسوخ ہو ۔ جس کو لکھنے والا منسوخ کرے ۔ تو پھر کوئی حرج نہیں واقعہ ہوتا ۔ دیکھو گورنمنٹ ایک حکم دیتی ہے ۔ اور پھر اس کو منسوخ کر دیتی ہے ۔ کیا اسطرح اندھیر پڑ جاتا ہے ۔ نہیں ۔ ہاں اگر گورنمنٹ کے کسی حکم کو وکلاء منسوخ قرار دیں ۔ تو پھر ابتری پڑ سکتی ہے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تحریر کو آپ ہی منسوخ قرار دیا ہے ۔ اب ہمارے لئے یہی ضروری ہے ۔ کہ ہم آپ کی ناسخ تحریر کو مانیں ۔ نہ کہ منسوخ شدہ کو ۔ پس یہ کہہ دینا نادانی اور جہالت ہے ۔ کہ منسوخ کرنے سے تو اندھیر پڑ جائے گا ۔ یا حضرت صاحب کی ہتک ہوگی ۔ ہم تو خدا تعالےٰ کے کلام میں بھی ناسخ و منسوخ دیکھتے ہیں ۔ قرآن کریم بتاتا ہے ۔ کہ قبلہ کا حکم منسوخ ہوا تھا ۔ اور یہ تحویل قبلہ صاف بتا رہی ہے ۔ کہ پہلے کوئی اور حکم تھا ۔ پھر اور ہوا ۔ چنانچہ قرآن کریم بھی کہتا ہے ۔ کہ وما جعلنا القبلة التی کنت علیها الا لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علیٰ عقبیه ہم نے قبلہ کو اس لئے بدلا ہے ۔ تاکہ جان لیں ۔ کہ کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون ایڑیوں کے بل پھر جاتا ہے ۔ اب کیا جو لوگ تحویل قبلہ مانتے ہیں ۔ وہ مسلمان نہیں ہیں ۔

قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں ہے

میں پھر یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں ۔ کہ قرآن کریم کی کوئی آیت اس لئے منسوخ نہیں ہے ۔ کہ کوئی آیت کسی آیت کے ناسخ ہونے کے متعلق نہیں ہے اگر قرآن کریم میں کہیں یہ آجاتا ۔ کہ فلاں آیت منسوخ ہے تو ہم اس کو بھی مان لیتے ۔ لیکن اب جبکہ قرآن کریم میں ایسی کوئی آیت نہیں آئی ۔ تو اور کوئی کسی آیت کو منسوخ نہیں کر سکتا ۔ کیونکہ اگر ہر ایک اپنی مرضی کے مطابق منسوخ کرنے لگے ۔ تو سارا قرآن ہی منسوخ ہو جائے ۔ کوئی کسی آیت کو منسوخ سمجھ لے ۔ اور کوئی کسی کو ۔ اس لئے کسی کا حق نہیں ہے ۔ کہ قرآن کی کسی آیت کو منسوخ قرار دے ۔

حق کہنے سے ہم باز نہیں رہ سکتے

تو یہ بھی ایک غلط خیال ہے ۔ اس کی وجہ سے بھی ہم سچی گواہی کو نہیں چھپا سکتے ۔ اور نہ اس لئے کہ لوگ ہمیں کیا کہیں گے ۔ لوگ ہمارے مسیح موعود کہنے سے ہم پر کہاں خوش ہیں ۔ تو کیا یہ کہنا بھی چھوڑ دینا چاہیئے ۔ کہ اسطرح ان کو مسیح ابن مریم کا دھوکہ لگتا ہے ۔ پھر لوگوں کا خیال ہے ۔ کہ مہدی خونی آئیگا اس لئے حضرت صاحب کو مہدی بھی نہیں کہنا چاہیئے ۔ کیونکہ اسطرح لوگوں کا خیال خونی مہدی کی طرف چلا جاتا ہے ۔ ہرگز نہیں کہنے والا تو آپ کو یہی کہیگا ۔ کہ آپ مسیح موعود ہیں ۔ آپ مہدی ہیں ۔ کیونکہ واقعہ میں یہی بات درست ہے ۔ اس سے چاہے کسی کو دھوکہ لگے یا تکلیف ہو ۔ یہ کہنے سے کبھی نہیں رکیگا ۔ اسی طرح ہم بھی نبی کا لفظ آپکے متعلق بولنا اس لئے نہیں چھوڑ سکتے ۔ کہ واقعہ میں آپ نبی تھے ۔ اگر آپ واقعہ میں نبی نہ ہوتے ۔ بلکہ یونہی آپ کو نبی کہا جاتا ۔ تو ہم آپ کو نبی کہنا چھوڑ دیتے ۔ پھر اب تو ہم نے یہ بھی دیکھ لیا ہے ۔ کہ نبی کا لفظ نہ استعمال کرنے کی وجہ سے بعض لوگوں کو آپکے متعلق دھوکہ لگ گیا ہے ۔ اس لئے بھی اس کا استعمال کرتے ہیں ۔ ہاں ساتھ ہی تشریح بھی کر دیتے ہیں ۔ تاکہ لوگوں کے غلط خیال کی اصلاح ہو جائے ۔ ہم لوگوں کے ڈر سے یہ کہنے سے نہیں رک سکتے ۔ ایک صحابی کہتے ہیں ۔ کہ اگر کوئی میری گردن پر تلوار رکھ دے ۔ اور رسول کریم کی کوئی حدیث رہ گئی ہوگی ۔ تو میں جلدی جلدی اسے بیان کر دوں گا ۔ کہ میرے سینہ میں ہی نہ رہ جائے ۔ تو کامل ایمان اسی کو کہتے ہیں ۔ ہم تو خدا تعالےٰ سے ایسے ہی ایمان کی توفیق چاہتے ہیں ۔ باقی جو بزدل ہیں ۔ وہ چھپاتے پھریں ۔ ہمیں تو لوگوں کی کچھ پرواہ نہیں ۔ صرف خدا ہی کی پرواہ ہے ۔ جب اس نے حضرت مسیح موعود کا نام نبی رکھا ہے ۔ اور جو آپ کو نبی نہیں کہتا ۔ اسے آپ کا دشمن قرار دیا ہے ۔ تو ہم کیوں آپ کو نبی نہ کہہ کر آپکے دشمن بنیں ۔ ہم تو خدا کے فضل سے آپکے دوستوں میں ہیں ۔ جسکا یہی چاہتا ہے ۔ کہ دشمن بنے ۔ وہ آپ کو نبی نہ کہے ۔ ہم بڑی دلیری اور جرأت سے کہتے ہیں ۔ کیونکہ نہ کہنا عدو کا کام ہے ۔ ہم خادم ہیں ۔ اس لئے خدمت کا حق ادا کرتے ہیں ۔ اور وہ یہی ہے ۔ کہ دنیا کے سامنے آپ کا سچا دعوےٰ پیش کریں ۔

آنحضرت صلعم کو خدا اور مسیح کو ابن اللہ کہنے سے مراد

کسی کا یہ کہنا کہ بائبل میں مسیح کو ابن اللہ اور آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کہا گیا ہے ۔ تو کیا واقعہ میں مسیح خدا کا بیٹا اور آنحضرت صلعم کو خدا مان لینا چاہیئے ۔ ہم کہتے ہیں ۔ یہ ایسی کتاب میں لکھا ہوا ہے ۔ جو محرف و مبدل ہے ۔ قرآن کریم نے کسی جگہ ایسا نہیں کہا ۔ تو پھر ابن اللہ تو ایک محاورہ ہے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بھی الہام ہے ۔ کہ انت منی بمنزلة ولدی ۔ اس کا یہی مطلب ہے ۔ کہ حضرت مسیح موعود کا خدا تعالےٰ کے نزدیک وہی درجہ ہے ۔ جو اگر کوئی اسکا ولد ہوتا ۔ تو اس کا ہوتا ۔ یہ آپ کی منزلت بتانے کے لئے اسی طرح کہا گیا ہے ۔ قرآن کریم میں خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کو اپنا فعل قرار دیکر آپ کا درجہ بتایا ہے ۔ نہ کہ خدا قرار دیا ہے ۔ فرمایا ۔ ان الذین یبایعونک انما یبایعون الله ید الله فوق ایدیهم ۔ جن لوگوں نے تیری بیعت کی ۔ دراصل انھوں نے اللہ کی بیعت کی ہے ۔ اور اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے ۔ اس آیت سے کوئی نادان آنحضرت صلعم کو خدا نہیں کہہ سکتا ۔ بلکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی ۔ وہ انہیں انعامات کے مستحق ہو گئے ۔ جن کے خدا سے بیعت کرنے پر مستحق ہو سکتے تھے ۔ پھر ایک اور

آیت ہے۔ جو یہ ہے۔ مارمیت اذرمیت و لکن اللہ رما کہ جب تو نے پھینکا۔ تو تُو نے نہیں پھینکا۔ یہاں خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلعم کو الگ وجود قرار دیا ہے۔ اور تو کا لفظ اس کو واضح کر رہا ہے) بلکہ خدا نے مٹھی پھینکی تھی۔ اس میں بھی خدا تعالےٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نہیں قرار دیا۔ بلکہ ایک غیر کہہ کر پھر اس بات کو بتایا ہے۔ کہ خدا کے پھینکنے پر جو نتیجہ برآمد ہو سکتا تھا۔ وہی تیرے پھینکنے سے ہُوا۔ پس یہ غلط ہے۔ کہ آنحضرت کو قرآن کریم میں کہیں خدا کہا گیا ہے۔ باقی رہی باتیں وہ محفوظ ہی کہاں ہے۔ کہ اس کی دلیں مانی جائے۔ پھر اگر ہے۔ تو مسیح کو نبی کہنے اور مسیح کو ابن اللہ کہنے میں بہت فرق ہے۔ کیونکہ نبی کی لغت میں وہی تعریف ہے جو ہم کہتے ہیں۔ لیکن ابن اللہ کے متعلق لغت کچھ نہیں بتا سکتی۔ اب ہم جو کچھ کہتے ہیں۔ اس سے اگر کسی کو دہوکہ لگتا ہے۔ تو وہ معذور نہیں ہے۔ کیونکہ جو ہم کہتے ہیں۔ وہی لغت کہتی ہے۔ ہاں اگر لغت ہمارے خلاف ہوتی۔ تو وہ معذور ہوتے۔ مثلاً کوئی کہے۔ کہ اینٹ کے معنی گھوڑا ہے۔ تو ہم اُسے کہیں گے۔ کہ ایسا نہیں کہنا چاہئیے۔ اس سے لوگوں کو دہوکہ لگتا ہے۔ لیکن ایک درست بات کے متعلق کسی کو نہیں روکا جا سکتا ؎

ہماری جماعت کے اہل علم توجہ کریں۔

اس مسئلہ کے متعلق بہت سے ایسے لوگ ہیں۔ جو ابھی اچھی طرح واقف نہیں ہوئے۔ میرا خیال ہے۔ کہ نبوت کے متعلق قرآن اور حدیث سے بحث کروں اور بتاؤں۔ کہ قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال سے پتہ لگتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود نبی تھے اور آئندہ بھی نبی آئیں گے۔ یہ تو جب ہوگا۔ ہوگا۔ لیکن میں چاہتا ہوں۔ کہ ہماری جماعت کے وہ لوگ جنہیں علم دیا گیا ہے۔ وہ اس مسئلہ کے متعلق لکھتے رہیں۔ غیر مبائعین سے مقابلہ اب صرف اسی بات پر آ رہا ہے۔ باقی سب طرفوں سے وہ بھاگ گئے ہیں۔ اس لئے ہمارے علماء کو چاہئیے۔ کہ بار بار اس مسئلہ کے متعلق لکھتے رہیں میں نے حقیقۃ النبوۃ میں بہت کچھ لکھ دیا ہے۔ لیکن ایک بڑی کتاب کو لوگ بار بار نہیں پڑھ سکتے لیکن اگر اخبار میں مختلف پیرایوں میں اس کے متعلق لکھا جائے۔ تو پڑھتے رہیں گے ؎

میرے نزدیک تو اسلام کے لئے وہ دن موت کا دن ہوگا۔ جبکہ تمام مسلمان یہ سمجھ لیں گے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔ میں تو ایک منٹ کے لئے بھی یہ خیال نہیں کر سکتا۔ خط لکھنے والا ایک لکھتا ہے۔ کہ میں نے ۱۸۸۹ء میں حضرت صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی ہوئی ہے۔ اور دوسرا کہتا ہے۔ کہ میں نے ۱۸۹۶ء میں بیعت کی ہے۔ گویا اس لئے ہماری رائے وزن دار ہے۔ کہ ہم نے فلاں سن میں بیعت کی ہے۔ لیکن یہ دونوں شخص ایسے ہیں۔ کہ جب سے انہوں نے بیعت کی ہے۔ ایک ایک یا دو دو دفعہ یہاں آئے ہیں۔ میں کہتا ہوں۔ ایسے لوگ جو نہ حضرت صاحب کے پاس آئے۔ اور نہ آپ کی صحبت میں رہے۔ وہ اگر ۱۸۸۶ء میں (اگر اس وقت حضرت صاحب بیعت لیتے) بیعت کر لیتے۔ تو پھر کیا تھا۔ ۳۱۳ میں سے استی فیصدی ایسے ہیں۔ جو میری بیعت میں داخل ہیں پھر ان کا عقیدہ کیوں ان سے وزن دار نہیں ہے۔

ہم حضرت صاحب کو نبی کہتے ہیں۔ اور علی الاعلان کہتے ہیں۔ مسلم میں آیا ہے۔ کہ ہر نبی کے لئے ایک ایسی دعا ہوتی ہے۔ وہ جس طرح کی جاتی ہے۔ اُسی طرح قبول ہو جاتی ہے۔ مجددوں اور محدثوں کے لئے یہ ہرگز نہیں آیا۔ حضرت مولوی صاحب خلیفہ اولؓ نے مجھے ایک دفعہ کہا۔ جاؤ جا کر حضرت صاحب سے پوچھو۔ کہ آپ نے وہ دعا کی ہے یا نہیں۔ میں نے پوچھا تو آپ نے فرمایا۔ کہ نہیں کی۔ پھر مولوی صاحب نے کہا۔ کہ اب جا کر پوچھو۔ کسی بات کے متعلق وہ دعا کرنے کا ارادہ بھی رکھتے ہیں یا نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ دنیا میں رسول اللہ نے بھی وہ دعا نہیں کی تھی۔ میں بھی نہیں کروں گا۔ بلکہ قیامت میں کروں گا ؎

اگر حضرت صاحب نبی نہیں تھے۔ تو میرے پوچھنے پر آپ مجھے ڈانٹتے۔ کہ میں نبی نہیں ہوں۔ پھر تم مجھ سے یہ سوال کیوں کرتے ہو۔ لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ ایسا جواب دیا۔ جو آپ کی نبوت کی تصدیق کرتا ہے۔ ایسی ایسی گواہیوں کے ہوتے ہوئے اگر کوئی ۱۸۸۹ء یا ۹۶ء میں بیعت کرنے والا اس کے خلاف کہتا ہے تو ہم کہیں گے۔ کہ غلط کہتا ہے۔ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی کہنے پر ایسا ہی یقین ہے۔ جیسا کہ ایک اور ایک دو ہونے پر۔ یہی وجہ ہے کہ میں غیر مبائعین کو کہتا ہوں۔ کہ مقابلہ پر آ کر مباہلہ کر لیں۔ یہ تو ان کے لئے ہے۔ جو کچھ حیثیت رکھتے ہیں۔ اور جو ایسے نہیں۔ اُن کو بھی اجازت ہے۔ کہ وہ اپنی طرف سے اعلان کر دیں۔ کہ جو جھوٹا ہے۔ وہ ہلاک ہو جائے۔ اگر ایسا نہیں کرنا چاہتے۔ تو اپنے لیڈر کو میدان میں نکالیں۔ مجھے تو ذرا بھی خیال نہیں آتا۔ کہ حضرت مسیح موعود نبی نہ تھے۔ ہم آپ کے سامنے آپ کو نبی کہتے رہے ہیں۔ ایک دفعہ کسی نے کہا۔ کہ آپ بھی ایسے ہی ہیں۔ جیسے کہ پہلے مجدد تھے۔ آپ لیٹے ہوئے تھے۔ اٹھ بیٹھے اور کہا۔ کہ میں نبی ہوں۔ اور نبی مبالغہ کا صیغہ ہے۔ مجھ سے پہلے اس امت میں کون ایسا ہوا ہے۔ جو کثرت سے غیب کی خبریں دیتا تھا۔ اس سے معلوم کر لو۔ کہ آپ نبی تھے یا نہیں۔ کوئی آپ کو پہلے مجددوں کی طرح سمجھتا ہے۔ تو دیکھ لے۔ کہ کدھر جا رہا ہے ؎

خیر اخیر میں میں پھر اس بات کی طرف اپنی جماعت کو توجہ دلاتا ہوں۔ اور یہاں اور باہر کے رہنے والوں کو اسطرف متوجہ کرتا ہوں۔ کہ وہ مسئلہ نبوت کے متعلق بار بار اخبار میں مضامین لکھتے رہیں۔ اور نہ صرف حضرت مسیح موعود کی کتابوں سے بلکہ قرآن حدیث اور آئمہ کے اقوال سے۔ اور یہ مضمون اس کثرت سے شائع ہوتے رہیں۔ کہ لوگوں کو یاد ہو جائیں۔ اور ایسے یاد ہوں۔ کہ جن کے بھولنے کی مرنے تک امید نہ ہو ؎

ہمیں کسی سے بغض نہیں۔ اور کسی بات سے خاص تعلق نہیں۔ ہمیں تو خدا تعالےٰ سے غرض ہے ہم اس کے خوش کرنے کے لئے ہر ایک بات کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہاں دعا کرتے ہیں۔

کہ جس طرح ہمیں اپنے عقائد پر شرح صدر ہے۔ اور خدا تعالےٰ کی طرف سے بتایا گیا ہے۔ کہ یہی درست عقاید ہیں۔ اسی طرح ان کو بھی جو ہمارے دوست تھے۔ ان عقائد کے سمجھنے کی توفیق نصیب ہو۔ تاکہ مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا اظہار کرنے والی ایک متحدہ جماعت تیار ہو۔ اور درمیان سے فتنہ اور فساد دور ہو جائے ٭

فہرست وصایا

۱۱۸۰۔ عبدالرحیم ولد محمد جعفر قوم شیخ حال مقیم قادیان۔ ضلع گورداسپور۔ اپنی ماہواری آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کی ٭

۱۱۸۱۔ فضل بی بی زوجہ سید محمود عالم قوم سید ساکن قادیاں۔ ضلع گورداسپور۔ اپنی جائداد منقولہ قیمتی مبلغ مامے روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کی ٭

۱۱۸۲۔ عبدالرحمٰن نومسلم ولد انگکر قوم شیخ ساکن بمبئی حال مقیم قادیان۔ اپنی ماہواری آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کی۔

۱۱۸۳۔ حسین شاہ ولد عالم شاہ قوم سید ساکن موضع معین الدین پور ضلع گجرات۔ اپنی جائداد غیر منقولہ اراضی زرعی ۴ بیگھ اور ایک مکان مشترکہ کے ۱/۳ حصہ کی وصیت کی ٭

۱۱۸۴۔ حسن شاہ ولد عالم شاہ قوم سید ساکن معین الدین پور ضلع گجرات۔ اپنی جائداد منقولہ اراضی زرعی ۱/۲ ۱ بیگھہ اور ایک مکان مشترکہ کے ۱/۳ حصہ کی وصیت کی ٭

۱۱۸۵۔ بی بی طیبہ بنت محمد نور قوم سید ساکن قادیان ضلع گورداسپور۔ اپنی جائداد منقولہ ایک روپیہ کی وصیت کی ٭

۱۱۸۶۔ جناب امۃ الحی صاحبہ بنت حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جائداد منقولہ (مہر ۱۰۰۰ روپیہ۔ زیور قیمتی اڑھائی سو روپیہ) اور جائداد غیر منقولہ (زمین ۳ گھماؤں اور اپنے والد صاحب کے مکانات میں سے جو حصہ ہے) جائداد منقولہ سے ۱/۳ حصہ کی۔ اور جائداد غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کی ٭

۱۱۸۷۔ سراج بی بی بنت فقیر محمد درزی قوم سید ساکن قادیان۔ ضلع گورداسپور۔ اپنی جائداد حق مہر و زیور قیمتی مبلغ للعمہ کے ۱/۳ حصہ کی وصیت کی ٭

۱۱۸۸۔ دولت بیگم بنت محمد الدین قوم راجپوت ساکن قادیان۔ ضلع گورداسپور۔ اپنی جائداد حق مہر و زیور قیمتی مامے روپیہ کے ۱/۳ حصہ کی وصیت کی ٭

۱۱۸۹۔ سید فخر الاسلام ولد مولوی امانت علی شاہ ساکن نکودر۔ ضلع جالندھر۔ ایک مکان پختہ دو منزلہ واقعہ محلاں سیداں نکودر ضلع جالندھر کے ۱/۳ حصہ کی وصیت کی ٭

ضروری اعلان

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب "الفضل"! السلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہ'۔ مندرجہ ذیل تحریر شائع کردیں ٭

"تمام انجمن ہائے بیرونی اور احباب کی خدمت میں التماس کی جاتی ہے۔ کہ رقم چندہ ماہوار جبقدر ہو۔ وہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمادیا کریں۔ بعض احباب ایسا کرتے ہیں۔ کہ ان کو دارالامان میں تشریف آوری کا موقعہ ملتا ہے۔ تو اس خیال سے کہ منی آرڈر کی فیس بچ جائیگی۔ منی آرڈر نہیں کرتے۔ اور خود آکر رقم داخل خزانہ کراتے ہیں۔ اس میں بہت دقت ہے۔ اسواسطے عام طور پر انجمن ہائے بیرونی کے سکرٹری صاحبان اور دیگر احباب کی خدمت میں عرض کی جاتی ہے۔ ماہواری چندہ کی رقم بذریعہ منی آرڈر ارسال کی جایا کرے کیسی دارالامان میں تشریف لانے والے کے ہاتھ نہ دی جایا کرے۔ کیونکہ ایسا کرنے میں بعض دفعہ رقم کے راہ میں گم ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ چنانچہ ایسے واقعات بھی گذرے۔ کہ چندہ کی رقمیں راستہ میں ہی چوری ہو گئی ہیں۔ یا اس جگہ پر پہنچ کر ادھر ادھر خرچ ہو جاتی ہیں۔ چونکہ صدر انجمن اور ترقی اسلام کو روپیہ کی از حد ضرورت ہے۔ اس واسطے تاکیدی طور پر لکھا جاتا ہے۔ کہ چندہ کی رقم بذریعہ منی آرڈر ہی ارسال کی جایا کرے۔ تاکہ کسی طرح سے چوری ہونے یا یہاں پہنچ کر ادھر ادھر خرچ ہونے سے محفوظ رہکر وقت پر داخل خزانہ ہو جایا کرے۔ ہاں یہ بھی دیکھا گیا ہے۔ کہ بعض دوست یہاں پہنچکر کسی اپنے عزیز کو رقم داخل کرانے کے واسطے دیتے ہیں۔ وہ اپنے پاس رکھ کر دوسرے تیسرے دن داخل کراتے ہیں۔ بہرحال عمدہ طریق یہی ہے۔ کہ چندہ کی ہر قسم کی رقوم محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے پتہ پر بذریعہ منی آرڈر بھیجی جایا کریں۔ ہر ایک انجمن کے سیکرٹری صاحبان اس بات کو اچھی طرح سے نوٹ کرلیں۔ ساتھ ہی اس بات کی طرف بھی احباب کی توجہ مبذول کی جاتی ہے۔ کہ سکرٹری صاحبان ماہوار باقاعدہ چندہ بھجوانے میں بہت کوشش فرماویں۔ اکثر انجمن ہائے ایسی ہیں۔ کہ جنکا چندہ ماہوار کیا کبھی کبھی وصول ہوتا ہے۔ انکو خاص طور پر توجہ کرنی چاہیئے ٭ والسلام

محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان

فہرست نومبائعین

سیف علی صاحب۔ کائیلپور
مولا بخش صاحب ہوشیار پور
سراج الدین صاحب امرتسر
رحمت علی صاحب جالندھر
نذیر حسین صاحب شاہپور
محمد خان صاحب تنا گری
عبد الباقی صاحب بردوان۔
اہلیہ حکیم محمد اسمٰعیل صاحب جالندھر
عین الدین صاحب لاہور
والد ظہور الدین صاحب مظفر گڈھ
والد فیض بخش صاحب ملتان
مولوی محمد شریف صاحب گوجرانوالہ
حافظ عبد اللہ صاحب سیالکوٹ
شیخ حیدر بخش صاحب ماردواڑ
محمد علی صاحب } حیدرآباد دکن
عبد الرحمٰن صاحب }
محی الدین شریف صاحب میدر